رمضان المبارک کے
احکام ومسائل

Vertues and Masail of Ramzan

مؤلف
مفتی جسیم الدین قاسمی

ناشر
مرکز المعارف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ سینٹر، ممبئی

ہدیہ منجانب:
(حضرت) مولانا بدرالدین اجمل القاسمی
ممبر پارلیمنٹ وصدر مرکز المعارف، انڈیا

MMERC Series on Islam No. 45

نام کتاب: رمضان المبارک کے احکام ومسائل
مؤلف: مفتی جسیم الدین قاسمی
نظر ثانی: حضرت مفتی عزیز الرحمن فتحپوری مدظلہ العالی
باہتمام: مرکز المعارف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ سینٹر، ممبئی
سن اشاعت: ۲۰۱۲ء
دوسرا ایڈیشن: ۲۰۱۳ء
تیسرا ایڈیشن: ۲۰۱۴ء
چوتھا ایڈیشن: ۲۰۱۸ء
ڈیزائننگ: محمد وسیم اکرم قاسمی
ناشر: مرکز المعارف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ سینٹر، ممبئی
پاٹلی پترا نگر (مسجد)، اوشیواڑہ، جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔ ۴۰۰۱۰۲
پرنٹر: السعود پرنٹرس، ۱۷ ارسموئیل اسٹریٹ، ڈونگری، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۹

فہرست

دعائیہ کلمات

فقیہ النفس حضرت مفتی عزیز الرحمن دامت برکاتہم ، مفتی اعظم مہاراشٹر

رمضان المبارک کا مہینہ ایک مقدس اور بابرکت مہینہ ہے ۔ اللہ تعالی نے امت محمدیہ پر اس مبارک مہینے کے روزے فرض کئے ہیں ۔ روزے کے علاوہ تراویح اور اعتکاف بھی اس ماہ مبارک کی خصوصیات ہیں ۔ قرآن کریم میں اس مہینے کی بعض خصوصیات کے علاوہ روزے کی فرضیت کا تذکرہ بھی آیا ہے ۔ احادیث مبارکہ میں بڑی وضاحت سے رمضان کے فضائل اور بعض مسائل کا ذکر ہے ان سب کی روشنی میں فقہائے کرام نے روزے کے مسائل تفصیل سے لکھدیئے ہیں ۔ روزوں کے علاوہ تراویح اور اعتکاف کے مسائل بھی کتبِ فقہاء میں تفصیل سے مذکور ہے ۔ عزیزِ گرامی مفتی جسیم الدین قاسمی سلمہ نے بڑی عرق ریزی سے رمضان کے فضائل اور روزوں کے احکام ومسائل کے علاوہ تراویح اور اعتکاف وغیرہ کے ضروری مسائل بہت آسان انداز میں یکجا کردئے ہیں ۔ اللہ تعالی موصوف کی اس علمی اور دینی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور امت کے لئے اسے نافع بنائے ۔ آمین

عزیز الرحمن فتحپوری
۲۵ رشعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

پیش لفظ

رمضان المبارک کا مہینہ یقیناً انتہائی قدر ومنزلت کا حامل ہے، اس مہینے کی عبادات پر دیگر مہینوں کے مقابلے کئی گنا زیادہ اجر ملنے کا وعدہ ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ عبادات قابل قبول اسی وقت ہوں گی جبکہ انہیں شریعت کے بتائے ہوئے اصول کی مکمل رعایت کے ساتھ ادا کیا جائے ورنہ بسا اوقات انسان ناواقفیت کیوجہ سے عبادت سمجھ کر معصیت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اسی طرح عبادت کا شوق وجذبہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اسکے فضائل اور اللہ تعالی کی طرف سے اس پر کئے ہوئے وعدوں کا استحضار ہو۔ اس لئے رمضان المبارک کی عبادتوں کے احکام وفضائل سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے مسیحائے امت حضرت مولانا بدرالدین اجمل دامت برکاتہم کے ایماء پر احقر نے رمضان المبارک کے مختلف عبادات کے موٹے موٹے فضائل و مسائل کو جمع کردیا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ باری تعالی میری اس مختصر کاوش کو قبول فرما کر امت کے لئے نفع بخش بنائے۔ نیز حضرت مولانا کو اللہ تعالی بہترین اجر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین وملت کی خدمت ان سے لیتا رہے۔ اس موقعہ پر میں حضرت مولانا محمد برہان الدین قاسمی صاحب، ڈائریکٹر مرکز المعارف کا بھی انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ نیز مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی عزیز الرحمن فتحپوری مدظلہ العالی کا بھی بے حد شکرگذار ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت فارغ کر کے اس کتابچہ پر نظر ثانی فرمائی۔ اخیر میں قارئین کرام سے یہ گذارش کروں گا کہ حضرت مولانا کے ساتھ ساتھ میرے والدین کو بھی اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ انہیں صحت وعافیت عطا فرمائے اور دیر تک ان کا سایۂ عاطفت قائم رکھے۔ آمین

جسیم الدین قاسمی

مفتی دارالافتاء، مرکز المعارف، ممبئ

www.markazulmaarif.org

رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت

الحمدﷲ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین - أما بعد!

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ [البقرہ ۱۸۳]

ترجمہ: اے ایمان والو، تمہارے اوپر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طریقے سے تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

فائدہ: اس آیت کریمہ کے اندر اللہ رب العزت نے روزے کے مقصد کو بیان کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ روزے کا مقصد تقوی حاصل کرنا ہے۔ ظاہر ہیکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خالص قربت ومحبت کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان تنہائی میں رہتا ہے اس کے پاس ہر طرح کی نعمتیں موجود ہوتی ہیں، اسے شدت کی بھوک بھی لگی ہوتی ہے اس کے باوجود وہ ان کھانے کی نعمتوں کو صرف اور صرف اللہ کے حکم کی تابعداری میں ہاتھ نہیں لگاتا، اور خالص اخلاص و خوف خدا پر مبنی اس عمل کو جب وہ بندہ مہینہ بھر کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کے اندر تقوی کی صفت آنی شروع ہو جاتی ہے۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃ'' مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز وَ لِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰئکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ [البقرۃ/ ۱۸۵]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے، جس میں قرآن کریم جیسی مقدس کتاب نازل ہوئی۔ یہ لوگوں کیلئے کیمیائے ہدایت ہے اور رشد وہدایت اور حق وباطل کے درمیان امتیاز کے لئے

واضح دلائل ہیں۔ لہٰذا جو رمضان کو پائے اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے، اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں اتنے ہی روزے رکھے، اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں، تا کہ گنتی پوری کرلو، اور اللہ کی تعریف بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت سے سرفراز کیا اور تا کہ تم احسان مانو۔

عن عَاءِشَةَ رضی اللّٰہ عنها : اَن قُریشا کَانَت تَصومُ یَومَ عَاشُورَاءَ فِی الجَاهِلِیَةِ، ثُمَ اَمَرَرَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم بِصِیامِه حَتی فُرِضَ رَمضَانُ، وقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم: مَن شَاءَفَلیصُمهُ وَمَن شَاءَاَفْطَرَ۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۸۹۳]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش زمانہء جاہلیت میں محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چاہے اس (دس محرم) دن روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

فائدہ: مذکورہ آیت اور حدیثِ پاک سے جہاں رمضان المبارک کی اہمیت وفضیلت معلوم ہوئی کہ اسی مہینے میں قران جیسی مقدس کتاب کا نزول ہوا، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل، بالغ، مسلمان، تندرست اور مقیم پر فرض ہیں۔ نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر رمضان کے روزوں کو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن ہونے جارہا ہے جو بڑا مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالی نے اس ماہ کے روزوں کو فرض کیا ہے اور اس رات کے قیام کو ثواب کی چیز قرار دیا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں اس نے ستر فرض ادا کیا۔ یہ مہینہ لوگوں کی غمخواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں لوگوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

روزے کے فضائل

عن ابی هریرةَ رضی الله عنه، اَن رسولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ :الصِیامُ جُنَّةٌ فلا یرْفُثْ ولا یَجْهَلْ، وإنِ امْرُءٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْیَقُلْ :اِنّی صَاءِمٌ مَرَّتَیْنِ، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لَخَلُوفُ فَمِ الصَّاءِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ رِیحِ الْمِسْكِ، یَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِی، اَلصِّیَامُ لِی، واَنَا اَجْزِی بِهٖ والحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔ [صحیح البخاری، حدیث:۱۸۹۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے، لہٰذا روزے دار کو چاہیئے کہ بے حیائی اور فحش گوئی سے اجتناب کریں اور اگر کوئی اس سے لڑائی کرے یا گالی گلوج کرے تو اس سے دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے نزدیک مسک سے زیادہ افضل ہے۔ وہ میری وجہ سے کھانا، پینا اور نفسانی خواہش چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے لیے ہے اور میں اس کا اجر دوں گا، اور نیکیاں دس گنا ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه، عن النبی ﷺ قال: ۔۔۔مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۰۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھا تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اعمال سے صغیرہ گناہ صرف معاف ہوتے ہیں، گناہِ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، پھر یہ کہ کئی عبادتوں کے ثواب کے طور پر تمام گناہ معاف ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ جب سارے گناہ معاف ہو گئے تو دوبارہ پھر تمام گناہ معاف ہونے کا کیا مطلب؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں پھر اگر کوئی دوسرا ایسا عمل کیا کہ جس سے بھی تمام گناہ معاف ہوتے ہیں تو اس سے اس شخص کے درجات بلند ہونگے۔

عن النبی ﷺ قال: لِلصاءِمِ فَرحَتانِ یَفرَحُہما:اذا اَفطَرَفرِحَ، واِذا لَقِیَ رَبہ فَرِحَ بِصَومِہ۔[صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۰۴]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں؛ پہلی خوشی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی روزے کی وجہ سے اسے اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔

جنت ہر روز، روزہ دار کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔

روزہ دار کا اس مہینے میں اٹھنا بیٹھنا، مزدوری کرنا اور سونا عبادت میں شمار کیا جاتا ہے۔

روزہ کا ایک بہت بڑا اجر اللہ کی زیارت ہے، جو روزہ دار کو حشر کے دن نصیب ہوگی۔

رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے پر مزدوری دی جاتی ہے۔ (ابن حبان)

روزہ بدن کی زکاۃ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے روزہ میں صحت کی ضمانت دی ہے۔ (الطبرانی فی الاوسط)

روزہ

اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ط ھُنَّ لِبَاس لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاس لَّھُنَّ ط عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ ج فَالۡئٰنَ بَاشِرُوۡھُنَّ وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ ص وَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوۡھُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ لا فِی الۡمَسٰجِدِ ط تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَقۡرَبُوۡھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَتَّقُوۡنَ [البقرۃ/۱۸۷]

ترجمہ: ”تمہارے لئے حلال ہوا روزہ کی رات میں بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے، وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی، اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں

سے،سومعاف کیاتم کواورتم سے گناہ کودھو دیا،اب ان سے ملوملاؤاور جوتمہارے لئے تجویز کردیا ہے اس کوطلب کرو،اور کھاؤ پیواس وقت تک کہ جدانظر آنے لگے تم کوسفید دھاری سیاہ دھاری سے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔اور نہ ملوعورتوں سے جب تک کہ تم اعتکاف کرومسجدوں میں ، یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی ،سوان کے نزدیک نہ جاو،اسی طرح بیان فرماتا ہےاللہ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطےتا کہ وہ بچتے رہیں۔''

اسلام کے شروع کے زمانے میں شام میں افطاری کرنے کے بعداگر کوئی سوگیاتو اس کے بعد کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی ۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک صحابی قَیس بن صرمہ انصاری افطار کے وقت گھر آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ کیا کچھ کھانے کے لئے ہےتو اس نے کہا کہ نہیں ،لیکن میں جا کر کچھ لاتی ہوں ،اس دن اس صحابی نے کافی محنت والا کام کیا تھااس لئے بیوی کے آنے سے پہلے ہی وہ سو گئے ۔آدھی رات کوبھوک کی وجہ سے وہ صحابی بیہوش ہوگئے ۔ یہ خبراللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی اور پھراس کے بعد مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتلایا گیا کہ اب روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوکررات یعنی غروب آفتاب تک ہےاس درمیان یعنی رات بھر کھلی اجازت ہے بیویوں سے ملنےاور کھانے پینے کی ۔اور وہ حکم جوتھا کہ سونے کے بعد کسی چیز کی اجازت نہیں تھی ،اس کوتبدیل کر دیا گیا۔

روزہ نام ہےصبح صادق سےلیکرغروب آفتاب تک روزہ کی نیت کےساتھ کھانے پینے اوربیوی کےساتھ مباشرت سے رکنے کا۔

ہجرت کےایک سال بعدرمضان کاروزہ فرض ہو۔

روزے کی آٹھ قسمیں ہیں: فرض معین ،فرض غیر معین ، واجب معین ، واجب غیر معین ،سنت ، مستحب ،مکروہ تحریمی ،مکروہ تنزیہی ۔

(۱) فرض معین : جیسے رمضان کے روزے ۔(۲) فرض غیر معین : جیسے رمضان کے روزے کی قضااور کفارے کے روزے ۔(۳) واجب معین : جیسے نذر معین کے روزے مثلاکسی نے کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں جمعہ کوروزہ رکھوں گا ۔(۴) واجب غیر معین : جیسے نذر غیر معین کے روزے مثلاکسی نے کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیاتو میں ایک روزہ رکھوں گا یعنی دن کی تعیین نہیں کی ، ایسے ہی نفل روزہ شروع کرنے کے بعد ۔(۵) سنت : جیسے دس محرم کا روزہ نویں یا گیارہویں کے

ساتھ ایسے ہی شوال کے چھ روزے۔(۶)مستحب: جیسے جمعہ یا عرفات کا روزہ۔(۷)مکروہِ تحریمی جیسے:عید الفطر،عید الضحی اورنویں،دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کا روزہ۔(۸) مکروہ تنزیہی: جیسے تنہا دس محرم کا روزہ،نویں یا دسویں کے بغیر،ایسے ہی شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب یا سنت روزہ رکھنا،اسی طرح صوم الدہر یعنی ہمیشہ کیلئے روزہ رکھنا۔

نیت کا بیان

عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان رسول اللّٰه ﷺ: کان یَدخلُ علی أهله فیقُولُ: هَل عِندَکُم مِن غَداءٍ؟فإن قَالوا لَا، قَال: فإنِّی صَائمٌ [مسند احمد و مسلم و ابوداود:۲۴۵۵]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اہل خانہ کے پاس آتے اور معلوم کرتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اگر کہتے نہیں،تو آپ کہتے:تو میں روزے سے ہوں۔

مسئلہ: نفل اور رمضان کے روزے میں اگر کوئی شخص رات سے نصف النہار شرعی تک (صبح صادق سے لیکر غروب تک جو وقت ہو اس کا آدھا نصف النہار شرعی کہلاتا ہے) جو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک رہتا ہے، روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ پھر نیت چونکہ دل کے ارادے کا نام ہے اس لئے اگر رات میں کسی شخص کا ارادہ تھا کہ صبح روزہ رکھنا ہے، یا سحری اس نیت سے کھائی کہ کل روزہ رکھنا ہے تو یہ نیت کے لئے کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے۔(ردالمختار)

مسئلہ: رمضان المبارک میں اگر کوئی شخص سفر میں ہو یا بیمار ہو اور وہ بجائے رمضان کے روزے کے نفل روزہ رکھتا ہے تو یہ رمضان ہی کا روزہ شمار ہوگا نہ کہ نفل روزہ لیکن اگر کسی واجب مثلاً نذر کی نیت کرے گا تو وہ وہی شمار ہوگا جس کی نیت کی،رمضان کا روزہ نہیں ہوگا۔(ردالمختار)

مسئلہ: یوم الشک یعنی انتیس شعبان کو اگر بوجہ ابر چاند نظر نہ آئے تو اس نیت سے روزہ رکھنا جائز نہیں کہ اگر چاند ہوجائے تو یہ روزہ رمضان کا ہوجائے گا ورنہ نفل کا۔اور اگر رمضان کی نیت سے روزہ رکھے تو یہ حرام ہوگا،حدیث شریف میں ہے اگر کسی نے شک کے دن میں روزہ رکھا تو گویا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔(ابوداؤد)

سحر

قال النبیُ ﷺ تَسَحَّرُوا فاِنّ فی السَّحُورِ بَرَکَةٌ۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۲۳]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کیا کرو، اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔

ورُوِی عن النبّی ﷺ أنه قال فَصْلُ مَابَینَ صِیَامِنَا وصِیَامِ أهْلِ الکِتَابِ، أکْلَةُ السَّحَرِ۔ [صحیح مسلم، حدیث: ۱۰۹۶]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اھل کتاب کے روزوں کے درمیان صرف سحری کا فرق ہے۔

عن زید ابن ثابت تَسَحَّرْنَا مَعَ رسولِ اللّٰہ ﷺ ثُم قُمنَا اِلی الصَلٰوۃِ۔ قاَل، قلتُ:کَم کَان قَدرُ ذَالِکَ، قال قَدرُ خَمسِینَ آیَةً۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۲۱]

ترجمہ: زید بن ثابت سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی پھر ہم اٹھ کر نماز کو چلے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کتنا وقفہ تھا (سحری اور نماز کے درمیان) تو فرمایا کہ پچاس آیتوں (کی تلاوت) کے بقدر۔

مسئلہ: سحری کھانا مستحب ہے۔

مسئلہ: سحری کا وقت رات کا اخیر حصہ ہے۔ فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ سحری کا وقت رات کا آخری چھٹا حصہ ہے۔ [عالمگیری ۱/۲۰۰]

مسئلہ: سحری اخیر وقت میں کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سحری چونکہ مستحب ہے لہٰذا اگر کسی نے سحری نہیں کھائی اور روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ شرعًا درست ہے اگر چہ وہ سحری کی برکت سے محروم رہے گا۔

مسئلہ: سحری کا وقت ختم ہونے میں شک ہو تو سحری نہ کھائے اور اگر شک کے باوجود کوئی سحری کھا لیتا ہے تو اس کا روزہ معتبر مانا جائیگا جب تک کہ بعد میں یہ یقین نہ ہو جائے کہ وقت ختم ہو چکا تھا۔

مسئلہ: سحری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے کہ وقت مشکوک ہو جائے۔ [عالمگیری ۱/۲۰۰]

افطار

عَن سَهْلِ بْنِ سَعدٍ رضی اللہ عنہ أن رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالَ لایَزالُ النّاسُ بِخَیرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ۔[صحیح البخاری، حدیث:۱۹۵۷]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس وقت تک خیر پر کاربند رہتا ہے جب تک کہ افطار میں جلدی کرتا ہے (یعنی غروب کا یقین ہوجانے کے بعد تاخیر نہ کرے)

عن سلمان بن عامر الضبی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا أفْطَرَ أحدُکُم فَلْیُفطِرُ علٰی تمرٍ فَاِنْ لَمْ یَجِد فَلْیُفطِر علٰی ماءٍ فاِنَّه طهورٌ [جامع الترمذی، حدیث: ۶۹۵]

ترجمہ: سلمان بن عامر ضبیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی افطار کرے تو چاہئے کہ کھجور سے افطار کرے، اگر یہ مہیا نہ ہوتو پانی سے افطار کرے، اس لئے کہ یہ پاک ہے۔

عن زید بن خالد رضی اللہ عنه قالَ قالَ رسولُ اللّٰهِ صَلی اللہ علیه وسلمَ من فَطَّرَ صائما کَانَ لَه مِثْلُ اَجرِهٖ، لاینقصُ مِن اجرِهٖ شَیءًا۔[السنن الکبری للبیهقی، حدیث:۱۸۳۸]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا تو اسے بھی اسی کے مثل اجر ملے گا اور اس کے اجر سے کچھ کمی نہیں کی جائیگی۔

فائدہ: لوگوں میں ایک غلط فہمی رائج ہے کہ دوسرے کے یہاں افطار کرنے سے ثواب افطار کرانے والے کو منتقل ہوجائیگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غلط فہمی کا ازالہ آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل ہی فرما دیا تھا اپنے اس ارشاد کے ذریعے کہ 'روزے دار کے اجر سے کچھ کمی نہیں کی جائیگی'۔

مسئلہ: افطار میں جلدی کرنا افضل ہے اور غروب کا یقین ہوجانے کے بعد تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: کھجور یا پانی سے افطار کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جب ابر وغیرہ کیوجہ سے غروب میں شک ہوتو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط تو بہر حال کرنا چاہیئے۔ (جواہر الفقہ ۱/۳۸۱)

افطار کی دعاء

اللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (ابوداؤد، حدیث:۳۲۵۸)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار کرتے تو مذکورہ دعا پڑھا کرتے تھے جس کا ترجمہ ہے: اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دئے رزق پر روزہ کھولا۔

افطار کے بعد کی دعاء

ذَھَبَ الظَّمَآءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَاللّٰہُ۔ (ابوداؤد، حدیث:۳۲۵۷)

مذکورہ دعا بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطار کے بعد پڑھی تھی جس کا ترجمہ ہے: پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ ثواب طے ہوگیا۔

دوسرے کے یہاں افطار کرنے کی دعاء

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّاءِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰءِکَۃُ۔ (ابوداؤد، حدیث:۳۸۵۴)

ترجمہ: ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن عبادہ کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا آپ نے اسے نوش فرمانے بعد مذکورہ دعا پڑھی جس کا ترجمہ ہے: تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ ثَلٰثٌ لا یُفْطِرْنَ الصائمَ، الحجامةُ والقیءُ والاِحْتِلامُ (جامع الترمذی، حدیث: ۷۱۹)

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ پچھنا لگانے سے، احتلام سے اور قے سے۔

عن ابی ھریرۃ أن النبی ﷺ قال مَن ذَرَعَهُ القیْءُ فلیس علَیه قضاءٌ ومَنِ اسْتَقَاءَ عَمَداً فَلْیَقْضِ (جامع الترمذی، حدیث: ۷۲۰)

ترجمہ: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو قے آجائے تو اس پر قضا نہیں ہے لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر قضاء ہے۔

عن ابی ھریر رضی اللہ عنه، عن النبی ﷺ قال اِذَا نسِیَ فَأَکَلَ وَ شَرِبَ فَلْیُتِم صَومَهُ، فَاِنمَا اَطعَمَهُ اللّٰهُ وسَقَاهُ۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۹۳]

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بھولے سے کھالیا یا پی لیا تو اس کو چاہیے کہ اپنا روزہ مکمل کرلے اس لئے کہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں اگر خود بخود الٹی ہوجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا گرچہ منہ بھر کے ہی کیوں نہ ہو، البتہ جان بوجھ کر بہ تکلف الٹی کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر بھولے سے کوئی کچھ کھا پی لے یا بیوی سے جماع کرلے، مثال کے طور پر روزہ یاد نہیں تھا اور کچھ کھالیا پھر روزہ یاد آیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر غلطی سے کچھ پیٹ میں چلا جائے مثلاً غرغرا کرتے وقت پیٹ میں پانی چلا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

مسئلہ: تیل اور سرمہ لگانے سے ایسے ہی آنکھ میں دوا ڈلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں اگر دانت سے خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں بیوی سے بوس وکنار کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ جوان یا جس کو اپنے نفس پر کنٹرول نہ ہو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خون کا نمونہ نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ بوقت ضرورت نکالنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: بچے کو دودھ پلانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: نس یا گوشت میں انجکشن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ: سلین چڑھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور ضرورت کے وقت روزے کی حالت میں اس کی اجازت بھی ہے البتہ بغیر ضرورت کے غذا اور قوت حاصل کرنے کے لئے گلوکوز وغیرہ روزے کی حالت میں چڑھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں اگر احتلام ہوجائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ: دل کی بیماری کی دوا زبان کے نیچے دبائے رکھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر لعاب اندر نہ جائے۔ لعاب کو اندر داخل ہونے سے روکنا چونکہ بہت مشکل ہے اس لئے بلا شدید ضرورت کے روزے کی حالت میں اس کا استعمال مکروہ ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

ہر اس چیز سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے جو معدہ یا دماغ تک فطری شگاف منہ، ناک، کان یا سرین کے ذریعہ چڑھائی جائے چنانچہ حقنہ دیا جائے یا کان میں قطرے ڈالے جائیں اور وہ معدہ یا دماغ تک پہنچ جائیں تو روزہ فاسد ہوگا، ایسے ہی جماع سے بھی روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: روزے کی حالت میں اگر مسوڑے سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور خون تھوک کے برابر تھا یا اس سے زیادہ تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: سحری میں پان کھانے کے بعد اگر اس کی سرخی تھوک میں باقی ہو تو اس کے نگلنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا البتہ اگر پان کے اجزاء منہ میں باقی نہ رہیں اور کلی کر کے منہ صاف بھی کر لیا تو پھر اگر صبح کو تھوک میں سرخی کا اثر ہو تو اس کو نگل جانے کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن احتیاط ضروری ہے اور اشتباہ کی صورت میں بعد میں قضاء کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: حقہ، بیڑی اور سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: ڈاکٹروں کے مطابق انہیلر (Inhaler) سے باریک ذرات بھی نکلتے ہیں، جو سانس کی نالی سے حلق اور پھیپھڑوں تک پہنچتے ہیں، لہذا اس کے استعمال سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔

مسئلہ: بیوی کے ساتھ بوس وکنار کرنے میں اگر منی نکل جائے تو اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے البتہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر استنجاء کے بعد آبِ دست لیتے وقت مقعد کے اندر پانی چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اس لئے بہت احتیاط سے پانی استعمال کرنا چاہئے۔

مسئلہ: اگر کسی کا رمضان سعودی عرب میں شروع ہوا، آخر میں ہندوستان آ گیا، تو یہاں وہ شخص پورے مہینے روزے رکھے گا اگرچہ تیس کا مہینہ ہونے کی صورت میں اس کے روزے اکتیس ہو جائیں گے۔

مسئلہ: جو دوا بھاپ کی شکل میں منہ یا ناک کے ذریعہ کھینچی جائے، خواہ مشین کے ذریعہ کھینچی جاتی ہو یا کسی اور طریقے سے، ان سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔

مسئلہ: بواسیری مسے پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، تاہم بلاضرورت شدیدہ روزہ میں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: قمری مہینہ تیس یا انتیس کا ہوتا ہے اٹھائیس کا نہیں ہوتا لہٰذا روزے بھی کم از کم انتیس ہونے چاہئے اسی لئے اگر کوئی شخص رمضان شریف میں سعودی عربیہ جاتا ہے اور وہاں انتیس کو چاند ہوجاتا ہے تو اسکے روزے اٹھائیس ہی ہونگے لہٰذا بعد میں وہ ایک روزہ کی قضا کریگا۔

مسئلہ: مرض کی تحقیق کے لئے عورت کی رحم تک آلات پہنچائے جائیں تو اگر وہ آلات خشک ہوں تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر تر ہو یا پھر اس پر دوا وغیرہ لگی ہو تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے

مسئلہ: بلاضرورت روزے کی حالت میں کوئی چیز چبانے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ یا گل استعمال کرنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں پورے دن ناپاک رہنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں لڑائی جھگڑا یا کوئی گناہ کا کام کرنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں مکروہ ہے ایسی مشقت آمیز کام کرنا کہ جس سے کمزوری پیدا ہوجائے اور بہت سی مرتبہ روزہ توڑنے پر مجبور کردے۔

وہ چیزیں جن سے قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

کفارہ واجب ہوتا ہے مخصوص طریقے سے روزہ توڑنے سے، اور وہ مکمل طور پر افطار کرنا ہے خواہ ظاہری ومعنوی طریقے سے جان بوجھ کر کھانے، پینے یا مباشرت کے ذریعے ہو، بغیر کسی ایسے عذر کے جس میں یہ چیزیں جائز ہیں یا اس کی گنجائش ہے یا اس میں اس کے جواز کا شبہ ہے۔ ظاہری ومعنوی طور سے کھانے پینے کا مطلب ہے کہ ایسی چیز جس سے غذا یا دوا مقصود ہو اس کو منہ کے ذریعے پیٹ میں پہنچانا، اس لئے کہ اسی کے ذریعہ مکمل طور سے پیٹ کی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے۔ (بدائع ۲/۲۵۲)

مسئلہ: رمضان شریف کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دینے سے قضاء وکفارہ دونوں لازم ہونگے یعنی ایک روزہ قضاء کا اور ساٹھ روزے لگاتار کفارہ کے رکھنے ہونگے۔

مسئلہ: آگے یا پیچھے کی شرمگاہ میں مباشرت کرنے میں محض حشفہ چھپ جانے سے قضاء وکفارہ دونوں لازم ہونگے خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو۔

وہ چیزیں جن سے صرف قضاء لازم ہوتی ہے کفارہ نہیں

مسئلہ: ہر وہ چیز جس سے غذا یا دوا حاصل نہ ہو مثلاً کنکری وغیرہ کھانے سے روزہ کی قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔

مسئلہ: قضائے رمضان کے روزے کو توڑنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی نے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہوگیا ہے، روزہ افطار کرلیا، حالانکہ سورج غروب نہیں ہوا تھا یا یہ سمجھ کر کہ سحری کا وقت باقی ہے سحری کھالیا حالانکہ وقت ختم ہوچکا تھا تو اس پر اس روزے کی قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: سفر میں روزہ رکھنے کے بعد اس کو توڑنا جائز نہیں، لیکن اگر کسی نے روزہ توڑ دیا تو اس پر قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو اتنی سخت بھوک یا پیاس لگی ہے کہ ہلاکت کا خوف ہو یا پھر عقل کے ماؤف ہوجانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے روزہ توڑنے کی اجازت ہے بعد میں اس پر قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر کسی نے اپنی بیوی سے زبردستی جماع کرلیا جبکہ بیوی راضی نہیں تھی تو ایسی صورت میں بیوی پر صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں جبکہ شوہر پر قضا وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

کفارہ وفدیہ کا بیان

عَنْ اَبِی هُرَیرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ مَنْ اَفْطَرَ یَوماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَومُ الدَّهْرِ کُلُّهُ وَاِنْ صَامَهُ۔[جامع الترمذی، حدیث:۷۲۳]

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے رمضان شریف کا ایک روزہ بغیر کسی عذر یا مرض کے چھوڑ دیا تو زندگی بھر اس کی قضاء کرتا رہے پھر بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔

عَنْ اَبِی هُرَیرَہ قَال أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَال یَا رَسُولَ اللّٰہ هَلَکْتُ قَال وَمَاأَهْلَکَکَ قَال وَقَعْتُ عَلٰی امْرأَتِی فِی رَمَضَانَ قَال هَلْ تَسْتَطِیعُ أَنْ تُعْتِقَ عَقَبَۃً قَال لَا قَال فَهَل أَنْ تَسْتَطِیعَ أَنْ تَصُومَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَال لَا، قَال فَهَل أَنْ تَسْتَطِیعَ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْناً، قَال لَا، قَال اِجْلِسْ فَجَلَسَ فَأَتَی النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیهِ تَمَرٌ وَالْعَرَقُ اَلمِکْتَلُ الْضَخِمُ قَال فَتَصَدَّقْ بِهٖ فقَال مَابَینَ لَابَتَیْهَا اَحَدٌ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَأتْ أَنْیَابُه قَال خُذْہ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَکَ۔(جامع الترمذی، حدیث: ۷۲۴ والبخاری حدیث: ۱۹۳۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ ہی سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی آئے اور کہا کے اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہلاک ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں ہلاک کردیا، تو انہوں نے کہا کہ رمضان میں میں نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرلیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ایک غلام آزاد کرسکتے ہو، تو فرمایا کہ نہیں، تو فرمایا دو مہینے لگاتار روزہ رکھ سکتے ہو، تو

فرمایا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھو، وہ بیٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوری لیکر آئے جس میں کھجوریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو صدقہ کردو، اس صحابیؓ نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں پہاڑیوں کے درمیان مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتی کے آپ کے سامنے کے دانت صاف نظر آنے لگے پھر فرمایا کہ اس کو لے لو اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

مسئلہ: اگر کسی پر کفارہ لازم ہوگیا تو اس کو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے ہوں گے، اگر مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی نے قصداً کچھ روزے توڑ دئے تو ہر ایک روزے کے لئے الگ الگ دو دو مہینے کا کفارہ نہیں ہے بلکہ سارے روزوں کا صرف ایک کفارہ ہے۔یعنی صرف ایک مرتبہ دو مہینے لگاتار روزہ رکھے گا۔

مسئلہ: کفارہ اور فدیہ میں یہ فرق ہے کہ کفارہ ایک سزا ہے جو جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی وجہ سے شریعت نے لازم کی ہے جبکہ فدیہ روزے سے عاجز شخص کی طرف سے روزے کی تلافی کے لئے ایک صدقہ ہے۔

مسئلہ: کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا اناج یا روپئے دیا جائے، یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیا جائے۔ایک مسکین کو ایک دن میں اگر زیادہ دیا جائے تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔

مسئلہ: ایک ہی شخص کو کئی دنوں کے روزے کا فدیہ ایک ہی دن میں دے سکتے ہیں جبکہ کفارہ میں ایسا نہیں ہے۔

مسئلہ: کفارہ میں دو مہینے کے روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے لہذا اگر چالیس یا پچاس روزے رکھنے کے بعد ایک دن کا ناغہ ہوگیا تو پھر ساٹھ روزے ازسرِنو رکھنے ہونگے۔

مسئلہ: کفارہ کا کھانا اگر چھوٹے بچوں کو کھلا دیا تو اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا ہاں اگر مستحقِ زکوٰۃ بچوں کو ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع (ڈیڑھ کیلو چوہتر گرام چھ سو چالیس ملی گرام) گیہوں یا اس کی قیمت دے دی جائے تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: کفارہ اور فدیہ دونوں کی مقدار ایک ہی ہے یعنی فدیہ میں بھی ایک روزے کے بدلے ایک مسکین ومحتاج کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پونے دو کیلو گیہوں کی قیمت فدیہ کی نیت سے

صدقہ کرے۔

مسئلہ: پورے مہینے کا فدیہ رمضان کی پہلی تاریخ ہی میں دے دینا بھی جائز ہے۔(عالمگیری)

وہ اعذار جن کی وجہ سے روزہ ترک کرنے کی گنجائش ہے

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّة مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر . . .
[البقرة/۱۸۴]

ترجمہ: تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو پھر (اس میں بھی اتنی آسانی کہ) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو (جس میں روزہ رکھنا مشکل ہو یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔۔۔(ترجمہ تھانوی)

مسئلہ: اگر کوئی سخت بیمار ہو اور اندیشہ قوی ہو کہ روزہ کی وجہ سے مرض بڑھ جائے گا، اور مسلمان دین دار حاذق ڈاکٹر روزہ نہ رکھنے کا مشورہ دے تو روزہ چھوڑنے کی گنجائش ہے، ایسی صورت میں تندرست ہونے کے بعد اس پر قضاء واجب ہے۔ قضاء رکھنے کی بھی قوت حاصل ہونے کی امید نہ ہو تو فدیہ ادا کرنا یا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو فدیہ ادا کرنے کی بھی وسعت نہ ہو تو وہ فقط استغفار کرے اور دل میں نیت رکھے کہ جب ہو سکے گا ادا کروں گا۔

مسئلہ: حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ رمضان کے بعد ان روزوں کی قضاء کی جائے گی۔

مسئلہ: مسافر کو یہ اجازت ہے کہ سفر شرعی (سوا ستتر کیلومیٹر) کے دوران رمضان کے روزے ترک کردے اور بعد میں اس کی قضاء کرلے لیکن افضل ومستحب یہ ہے کہ مسافر بھی دوران سفر رمضان کے روزے نہ چھوڑے، اس لئے کہ رمضان کی فضیلت بعد میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے رمضان کے روزہ چھوڑ کر بعد میں قضا کرنا جائز ہے اگر اس کو یا اس کے بچے کو روزے سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔(عالمگیری)

مسئلہ: ایسا بوڑھا جسے روزے کی استطاعت نہ ہو وہ روزہ ترک کرکے ہر روزے کے بدلے

فدیہ ادا کرے۔

اعتکاف

قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ' مَنِ اعۡتَکَفَ عَشۡرًا فِی رَمَضَانَ حَجَّتَینِ وعُمرَتَینِ' یَعۡنِی کَانَ بحَجَّتَینِ وعُمرَتَین۔ (شعب الایمان، حدیث: ۳۶۸۱)

ترجمہ: رمضان شریف میں جس نے دس دن کا اعتکاف کیا تو یہ دو حج اور دو عمرے کے مثل ہے۔

عن ابن عباس اَن رسولَ اللّٰہِ ﷺ قال فی المُعتَکِفِ 'هُوَ یَعکِفُ الذُنُوبَ ویُجۡرَی لَهٗ مِنَ الۡحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الحَسَنَاتِ کُلِّهَا [سنن ابن ماجه، حدیث: ۱۷۸۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لئے (بغیر کئے بھی) اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لئے۔

فائدہ: بہت سی ایسی عبادت جسے معتکف نہیں کرسکتا مثلاً جنازے میں شرکت ایسے ہی مریض کی عیادت وغیرہ، انکا ثواب بھی اللہ تعالی اسے بغیر کئے عطا فرماتے ہیں۔

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها زوجِ النَّبِیِ ﷺ: اَن رسولَ اللّٰہِ ﷺ کان یَعۡتَکِفُ العشرَ الاواخرَ مِن رمضانَ حَتی تَوَفاهُ اللّٰہُ، ثُم اِعکتفت اَزواجه مِن بَعده۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۲۰۲۶]

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے اخیر دس دن میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ وفات تک آپؐ کا یہی معمول رہا۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

أن عائشةَ زوجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتۡ واِنۡ کَانَ رُسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَیُدۡخِلُ عَلَیَّ رَاسَهُ وهو فی المسجدِ فاُرَجِّلُهُ وکان لا یَدخُلُ البیتَ اِلا لِحَاجةٍ اذا کان مُعتَکِفاً۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۲۰۲۹] وفی المسلم اِلاَّ لِحَاجةِ الانسانِ۔ [صحیح مسلم، حدیث: ۲۹۷]

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگرچہ نبی کریم ﷺ مسجد میں رہتے ہوئے اپنا سر مجھے بڑھا دیتے تھے تاکہ میں کنگھا کردوں لیکن ضرورت کے سوا گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ مسلم شریف میں ہے کہ انسانی ضرورت کے سوا۔

مسئلہ: رمضان المبارک میں اخیر کے دس دن کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی پورے محلہ

سے اگر ایک شخص بھی کر لے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہونگے۔

مسئلہ: بیس رمضان کو مغرب سے پہلے اعتکاف کیلئے مسجد میں داخل ہو جائے اور شوال کا چاند نظر آنے کے بعد مسجد سے باہر آئے۔

مسئلہ: معتکف کے لئے انسانی ضرورت جیسے پیشاب پاخانہ، ایسے ہی غسلِ واجب اور واجب وضو کے علاوہ کسی ضرورت سے نکلنا جائز نہیں۔ بلا ضرورت مسجد سے نکلنے کی صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ خواہ عمداً نکلے یا بھولے سے۔

مسئلہ: معتکف کیلئے غسلِ جمعہ یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے وضو یا غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ نکلنے کی صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے اگر اس میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہو تو جمعہ کیلئے اندازہ کر کے ایسے وقت میں نکلے کہ وہاں سنتیں پڑھنے کے بعد خطبہ سن سکیں۔

مسئلہ: رمضان کا اعتکاف اگر کوئی شخص بیماری یا کسی اور وجہ سے توڑ دے تو اس پر ایک دن کی صرف قضا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر اعتکاف کے وقت یہ نیت کر لے کہ تراویح یا کسی اور غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو یہ نیت درست ہوگی اور اس کے لئے نکلنا جائز ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اعتکاف کی حالت میں اس خیال سے خاموش رہنا کہ اس میں ثواب زیادہ ہے مکروہ ہے، البتہ فضول باتوں سے بچنا چاہئے۔

مسئلہ: عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ گھر میں اس جگہ پر اعتکاف کریگی جس جگہ کو نماز کے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور اگر گھر میں کوئی ایسی جگہ مخصوص نہیں ہے تو گھر کے کسی حصے کو مقام اعتکاف بنالے اور بحالت اعتکاف گھر کے دیگر حصوں میں بغیر بشری ضرورت کے نہیں جاسکتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو اعتکاف میں اگر حیض ونفاس آجائے تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

شبِ قدر

اِنَّآأَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآأَدْرَاکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَةُ وَالرُّوحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ أَمْرٍ۔ سَلٰمٌ هِیَ حَتیٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ [سورة القدر]

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے، کیا آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ ہزار مہینوں سے افضل ہے، فرشتے اور خصوصاً حضرت جبریلؑ اس رات میں اللہ کے حکم سے ہر امر خیر (یعنی فرشتے تمام سال کے اندر پیش ہونے والے تقدیری واقعات) کو لیکر اترتے ہیں، طلوع فجر تک یہ رات سلامتی والی ہے۔

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال مَنْ قَامَ لَیلَةَ القَدرِ اِیمَاناً واِحتِسَاباً غُفِرَ لَه مَاتَقَدَمَ مِن ذَنبِهٖ۔ [صحیح البخاری، حدیث: ۱۹۰۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کو ایمان کے ساتھ اور ثواب کے یقین کے ساتھ عبادت میں گذارے گا تو اللہ تعالی اس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیں گے۔

عن انس رضی اللّٰه عنه قَالَ دَخَلَ رَمضانُ فَقَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ اِن هذا الشَهرَ قَد حَضَرَکُم، وفِیه لیلةٌ خیرٌ مِن أَلفِ شَهرٍ مَن حُرِمَهَا فَقَد حُرِمَ الخَیرَ کُلَّه ولایُحرَمُ خَیرَهااِلاّ مَحرُومٌ [سنن ابن ماجه، حدیث: ۱۶۴۴]

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ جس میں تم ہو، اس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس رات سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا، اور ایسی خیر سے تو وہی محروم رہتا ہے جو حقیقت میں محروم ہو۔

عن عائشة ان رسول اللّٰه ﷺ قال: تَحَرَّوا لَیلَةَ القدرِ فی الوِترِمِن العشرِ الاواخرِمِن رمضانَ [صحیح البخاری، حدیث:۲۰۱۷]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شبِ قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو (طاق یعنی بے جوڑ odd یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ رمضان سے پہلے کی راتین)۔

فائدہ: اللہ رب العزت نے شب قدر کی تعیین نہیں کی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی تعیین بتلائی گئی تھی اور میں صحابہ کو بتلانے آ ہی رہا تھا کہ راستے میں دو صحابی لڑ رہے تھے اور پھر میرے ذہن سے وہ تعیین غائب ہوگئی [بخاری]۔

درحقیقت مختلف حکمتوں کے پیش نظر اللہ رب العزت نے اس رات کی تعیین نہیں فرمائی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود بخاری شریف کی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ **"عَسیٰ أن یَکونَ خَیراً لَکُم"** (صحیح البخاری، حدیث: ۴۹) کہ کیا معلوم متعینہ تاریخ کا پتہ نہ دینے میں ہی تمہاری بھلائی ہو۔ مثلا یہ کہ اس صورت میں شب قدر کی تلاش میں طالب صادق کو مختلف راتوں میں عبادت کی توفیق ہوجاتی ہے، نیز یہ کہ اگر شب قدر کی تاریخ متعین ہوتی اور اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدنصیب گناہ کی جرأت کرتا تو قوی اندیشہ تھا کہ اس پر کوئی وحشت ناک عذاب آجاتا۔

کس رات میں شب قدر کے ہونے کا زیادہ امکان ہے اس سلسلے میں مختلف احادیث کو سامنے رکھ کر علماء کرام کی رائیں مختلف ہیں البتہ اکثر علما کا کہنا ہے کہ ستائیسویں شب میں اس کا زیادہ امکان ہے۔

صدقۂ فطر

عن ابن عمر قال فَرَضَ رسولُ اللّٰہ ﷺ زَکواۃَ الفطرِ صاعاً مِن تَمَرٍ أوصاعاً مِن شعیرٍعَلی العبدِ والحُرِّ والذَکَرِ والأنثیٰ والصغیرِ والکبیرِ مِن المُسلمینَ وأَمَرَ بِهَا أن تُوؤَدِّی قَبل خروجِ الناسِ اِلی الصلواۃَ۔ [صحیح البخاری، حدیث:۱۵۰۳]

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقۂ فطر ایک صاع کھجور یا جو ہے، یہ لازم ہے ہر غلام آزاد، مرد عورت، بڑے چھوٹے مسلمان پر، اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ یہ (عید کی) نماز سے پہلے ادا کیا جائے۔

عن ابنِ عباس قال: فَرَضَ رسول اللّٰہ ﷺ زکوۃَ الفِطْرِطُھرَۃً لِلصَّائِمِ من اللغوِ والرَفَثِ وطُعمَۃً للمَسَاکینِ، من أدّاھا قَبلَ الصلاۃِ فَھِیَ زکاۃً مقبولَۃً ومَنْ أدّاھا بعد الصلاۃِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَدَقَاتِ۔ [ابوداود، حدیث: ۱۶۰۹]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض

قرار دیا جو روزہ دار کی لغو اور بے حیائی کی باتوں کو صاف کر دیتا ہے اور اس میں مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے، جس نے اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ (اللہ کے یہاں) مقبول زکاۃ ہوگی اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

فائدہ: گویا صدقہ فطر کے دو مقاصد ہیں ایک روزے کی کوتاہیوں کی تلافی دوسرے امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام۔ لہذا جسے اللہ نے دولت سے نوازا ہے اسے چاہئے کہ صدقہ فطر کی واجب مقدار پر اکتفانہ کرے بلکہ صدقہ فطر کے مقصد کو ذہن میں رکھ کہ غریبوں کی داد رسی کرے کیونکہ یہی معمول صحابہ کرامؓ کا تھا چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ عید کی نماز کے بعد صحابہ غریبوں کو صدقہ دیا کرتے تھے اسی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ صدقہ فطر کے علاوہ تھا۔ ایسے ہی ابوداؤد میں ہے کہ جب حضرت علیؓ بصرہ تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہیں مالی اعتبار سے بہتر کر دیا ہے اس لئے اگر تم صدقہ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ یعنی گیہوں آدھا صاع یہ واجب مقدار ہے آپ نے اس کا دوگنا نکالنے کی ترغیب دی۔ ہندستان میں چونکہ گیہوں سستا اور کھجور، کشمش مہنگے ہیں اس لئے مالداروں کو چاہئے کہ صدقۃ الفطر ایک صاع یعنی پونے تین کلو کھجور یا کشمش سے ادا کریں۔

مسئلہ: صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے واجب ہے۔

مسئلہ: صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع کھجور یا جو، یا آدھا صاع (ڈیڑھ کیلو چوہتر گرام چھ سو چالیس ملی گرام) گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔

مسئلہ: بالغ اولاد، ماں باپ اور چھوٹے بھائی بہن کا صدقۂ فطر ہم پر واجب نہیں ایسے ہی بیوی کا صدقۂ فطر شوہر کے ذمہ نہیں ہے البتہ اگر کوئی ان کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائیگا۔

مسئلہ: صدقۂ فطر میں بازار بھاؤ کا اعتبار رہوتا ہے، کنٹرول یا راشن کی دکان کے ریٹ کا اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ: صدقۂ فطر عید کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے نکالنا مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی اس نیت سے کہ غرباء اپنی ضروریات سہولت سے پوری کر سکیں رمضان ہی میں صدقہ فطر نکال دیتا ہے تو یہ بھی

درست ہے بلکہ اس نیت کی وجہ سے مزید ثواب کا بھی اسے امیدوار رہنا چاہیے۔

مسئلہ: صدقۂ فطر اور زکوۃ کے نصاب میں فرق یہ ہے کہ زکوۃ میں مال نامی یعنی بڑھنے والا ہونا ضروری ہے مثلا سونا چاندی، پیسہ، مویشی، مالِ تجارت جبکہ صدقہ فطر میں مال کا نامی ہونا ضروری نہیں۔ مثلا اگر کسی شخص کے پاس ضرورت اصلیہ سے زائد زمین ہو اور اس کی قیمت اتنی ہو کہ وہ نصاب یعنی ۶۱۲ء۳۶ گرام چاندی (چھ سوساڑھے بارہ گرام) تک پہنچ جائے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے جبکہ زکوۃ اس پر فرض نہیں۔

مسئلہ: صدقۂ فطر اگر چہ صرف صاحب نصاب پر فرض ہے، لیکن غیر صاحب نصاب کو بھی ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ فطر روزہ کے اندر ہونے والی کوتاہی کو صاف کردیتا ہے، اور ظاہر ہیکہ روزے کو پاک صاف کرنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے خواہ امیر ہو یا غریب۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک ہی شخص کو دیا جائے لیکن اگر کئی لوگوں کا ایک شخص کو دے دیا گیا تب بھی ادا ہوجائیگا۔

تراویح

أنَّ اباهريرةَ رضى اللّٰه عنه قال سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ لِرَمضانَ مَن اَقَامَه اِيمَاناًواِحتِسَاباًغُفِرَلَه مَاتَقَدَّمَ مِن ذَنبِه [صحيح البخارى، حديث:۲۰۰۸]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس نے اس میں تراویح ادا کی ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ کے زمانے سے ثابت ہے۔ موطا میں یزید بن رمان سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ حضرت عمرؓ بن خطابؓ کے زمانے میں تئیس ۲۳ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور بیہقی میں سائب بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (فتح القدیر: ۱/۴۰۷)

فائدہ: بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھائی اور پھر ایک دوسرے دن فرمایا کہ میں مستقل نہیں پڑھاؤں گا ورنہ یہ تمہارے اوپر فرض ہوجائیگی۔ آپ نے کتنی رکعت پڑھائی اس کے بارے میں مختلف طرح کی روایات ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوری امت کو بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے پر جمع کردیا اور پوری امت نے اسکو قبول کیا۔ گویا بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا صحابہ کے اجماع سے ثابت ہے جس پر عمل ضروری ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنتیں لازم ہیں۔

مسئلہ: تراویح سنت موکدہ ہے۔ اور تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے۔

مسئلہ: رمضان کے اندر تراویح میں ایک قرآن پڑھنا یا سننا سنت ہے، لہٰذا جولوگ تراویح مختلف مساجد میں ادا کرتے ہیں ان کی تراویح کی سنت تو ادا ہوجاتی ہے لیکن وہ ختم قرآن کی سنت سے محروم رہتے ہیں۔

مسئلہ: تراویح میں ختم قرآن کے دوران ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً ضرور پڑھنا چاہیے تاکہ مکمل قران سننے کی سنت مقتدیوں کی ادا ہوسکے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی عشا کی جماعت چھوٹ جائے تو پہلے عشا کی نماز پڑھ لے اس کے بعد امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہوجائے اور اخیر میں امام جب وتر کے لئے کھڑے ہوں تو وتر امام کے ساتھ ادا کرلے اس کے بعد باقی تراویح پوری کرے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے تین رکعت پر امام نے سلام پھیر دیا تو اگر دو رکعت کے بعد قعدہ کیا تھا تو دو رکعت درست ہوگئی جبکہ تیسری رکعت باطل مانی جائیگی۔ لہٰذا تیسری رکعت میں جو قران پڑھا ہے اسے دہرائیں۔ اور اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل مانی جائینگی اور ان میں پڑھا گیا قران دہرایا جائیگا۔

مسئلہ: امامت کے لئے بالغ ہونا شرط ہے لہٰذا جس طریقے سے فرض نماز میں نابالغ کی امامت صحیح نہیں اسی طرح تراویح میں بھی نابالغ کے پیچھے نمازِ تراویح درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام نے اگر ایک جگہ تراویح پڑھالی ہے تو اسی دن دوسری جگہ تراویح کی نماز نہیں پڑھا سکتا۔

مسئلہ: تراویح میں قران کریم اتنی جلدی جلدی پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں یا الفاظ صحیح طور پر ادا نہ ہوں باعث گناہ ہے اور ایسی صورت میں نہ امام کو کوئی ثواب ملے گا نہ مقتدی کو۔ (جواہر الفقہ)

مسئلہ: مرد اگر تراویح میں عورتوں کی امامت کرے تو ان کے پیچھے کچھ مرد ہونا چاہئے اور بقیہ عورتیں ہوں اور اگر مقتدی میں کوئی بھی مرد نہ ہوتو کم سے کم ایک ایسی عورت کا ہونا ضروری ہے جو کہ امام کا محرم رشتہ دار یا بیوی ہو۔ اگر مقتدی میں تمام کی تمام غیر محرم عورتیں ہوں تو ان کی امامت کرنا مکروہ ہے۔(شامی کراچی وشاملہ:۱/۵٦٦)

تمت بالخير